تلمود

سید عبدالقدوس ہاشمی

کہا جاتا ہے کہ اس وقت دنیا میں یہودیوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ کروڑ ہے یہ لوگ ایک خاص نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی نسلی خصوصیات کو بڑی سختی اور پابندی کے ساتھ قائم رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی یہودی مرد کی وہ اولاد جو غیر یہودی عورت سے ہو یا کسی یہودیہ عورت کی اولاد جو غیر یہودی مرد سے ہو، وہ بھی یہودی نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی دوسری نسل کا آدمی مرد ہو یا عورت ان کے عقائد و اعمال اختیار کر کے یہودی بن سکتا ہے یہ لوگ حضرت یعقوب بن اسحٰق علیہما السلام کی اولاد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا نام بنی اسرائیل یعنی اسرائیل کی اولاد رکھ لیا ہے۔

۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو برطانیہ، امریکہ اور روس کے اتفاق اور خصوصیت کے ساتھ امریکہ و برطانیہ کی امداد و عنایات سے بنی اسرائیل کی ایک چھوٹی سی حکومت بھی فلسطین میں قائم ہو گئی ہے جو مسلمانوں اور مسیحیوں کے لئے ایک زہرناک ناسور بنی ہوئی ہے اور دیکھئے کب تک بنی رہتی ہے۔

عام طور پر مشہور ہے کہ یہودی یا بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کے احکام پر عامل ہیں۔ علاوہ

اس حقیقت تاریخی کے کہ تورات مقدس کہیں موجود نہیں ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے کئی سو سال پہلے ہی دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ اس حادثہ کے بہت بعد جب ایک جعلی تورات بنائی گئی تو وہ بھی مختلف حوادث میں نیست و نابود ہو گئی۔ اصل کا تو ذکر ہی کیا۔ اس کا ترجمہ یا ترجمہ کا ترجمہ بھی اب کہیں موجود نہیں ہے۔ اب جو کچھ موجود ہے وہ اس جعلی تورات کا تیسرا یا چوتھا ترجمہ ہے۔ یہودی اس کو ترجمہ کہتے تو ہیں مگر اس کو واجب التعمیل نہیں سمجھتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک قومی مجلس نے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی ولادت سے کئی سو سال پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ تورات واجب التعمیل نہیں بلکہ صرف واجب التعظیم ہے اب ان کا دینی و دنیاوی دستور حیات کتاب تلمود ہے۔ تلمود سے واقفیت یہودیوں کے سوا دوسرے لوگوں میں سے بہت کم لوگوں کو حاصل ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس کی تعلیم صرف یہودیوں کو دی جاتی ہے یہودیوں کا نسلی غرور ہندو برہمن کے نسلی غرور سے بھی بہت زیادہ ہے۔ برہمن کا حکم ہے اگر وید مقدس کا ایک لفظ بھی کسی نیچ ذات والے شخص کے کانوں میں پڑ جائے تو اس کے کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ ڈال دو۔ یہودیوں کا عقیدہ اور ان کا طرز عمل بھی اسی طرح کی نامعقولیت بلکہ جہالت کا ہے وہ اپنی کتاب تلمود کی تعلیم کسی غیر یہودی کو نہیں دیتے بلکہ انہیں مذہبی طور پر اس کی بھی اجازت نہیں کہ اپنے مذہبی احکام و اسرار کو غیر یہودی پر ظاہر کریں۔ لیکن ان ساری احتیاطوں اور رازداریوں کے باوجود جیسے برہمنوں کے وید مقدس برہمنا، اُپنشد اور پُران وغیرہ صرف برہمن نسل تک محدود نہ رہ سکے۔ دنیا کے دوسرے لوگوں نے انہیں پا لیا اور پڑھ کر ان سے واقفیت حاصل کر لی۔ بالکل اسی طرح یہودیوں کی کتاب تلمود سے بھی دنیا بے خبر نہیں رہی۔ مسلمانوں، عیسائیوں اور دوسری اقوام نے اس کو پڑھا، سمجھا اور اس سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ عام اہل علم کو

اس کتاب کے مندرجات سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی اس لئے لوگوں نے تلمود کو مطالعہ کا موضوع نہیں بنایا اور اس کے احکام و ہدایات سے غیر یہودیوں کی واقفیت ہر زمانہ میں چند خاص خاص لوگوں تک محدود رہ گئی۔ حالانکہ آج کی دنیا میں تورات پر عمل کرنیوالا شاید ایک یہودی بھی دنیا میں موجود نہ ہو۔ جتنے یہودی ہیں وہ سب کے سب تلمود پر عمل کرنے والے یہودی ہیں۔ ان کا دینی و دنیاوی دستور العمل تورات نہیں بلکہ تلمود ہے۔

یہود بڑے پُراسرار ہوتے ہیں ان میں اعلیٰ تعلیم یافتگان اور بہترین سائنسدانوں کی بڑی کثرت ہے اتنی کہ غیر یہودیوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ ان کے اہل علم دنیا کی متعدد زبانیں سیکھتے ہیں اور ان میں کمال حاصل کر لیتے ہیں ان سے مل کر اور باتیں کر کے آدمی ناخوش نہیں ہوتا ہے یہ بڑی اچھی طرح سنجیدگی کے ساتھ باتیں کرتے ہیں وہ اخلاق اور خندہ پیشانی کے اظہار میں بھی کسی دوسری قوم سے کم نہیں ہوتے لیکن آپ اگر ان سے کوئی کارآمد بات اور خصوصیت کے ساتھ اگر کوئی بات اُن کے عقائد، مراسم اور عبادات و معاملات کے متعلق پوچھیں تو عموماً وہ ایسے سوالات کو ٹال دیتے ہیں یا اتنی غلط اور بے اصل معلومات پوری سنجیدگی اور اظہار دیانت کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں کہ آدمی اُن غلط معلومات پر یقین کر کے آئندہ سے تحقیق و تدقیق کا خیال ہی چھوڑ دے۔ یہودی عوام کا طریقہ تحفظ اسرار کے سلسلہ میں یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو مذہب سے ناواقف بلکہ مذہب اور خدا سے بیزار ظاہر کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے دل سے اور عمل سے دونوں طرح سے سخت مذہبی ہوتے ہیں کسی طرح لامذہب نہیں ہوتے بلکہ پورے یہودی ہوتے ہیں اور یہودی علماء یعنی ربی، حبر، حاخام اور صومعہ کے دوسرے عہدہ داران اپنے اسرار کا تحفظ اس طرح کرتے ہیں کہ دینی اسرار کو سمجھنے کے لئے بعض مقدمات

کا سمجھنا ضروری بتاتے ہیں اور ان مقدمات پر اتنی لمبی اور اُلجھی ہوئی تقریر کرتے ہیں کہ سائل اُکتا جائے یا پھر اتنی غلط معلومات پورے منطقی استدلال کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں کہ پوچھنے والا ہمیشہ کے لئے غلط فکری راہ اختیار کرے۔

یہودی کیوں ایسا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے ان میں نسلیت کا شدید جنون ہے اور یہ جنون اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ وہ یہودیوں کے سوا دوسروں کو حیوان (جانور) اور بہائم سمجھتے ہیں اپنی نسل کو خدا کی پسندیدہ نسل بلکہ خدا کے بال بچے قرار دیتے ہیں اور دوسروں کو اپنے مقابلہ میں دو پائے جانور کا مرتبہ دیتے ہیں جو صرف اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ یہودیوں کی غلامی کریں ظاہر ہے کہ اس عقیدہ نے اُن کو ساری دنیا کا اور ساری دنیا کو اُن کا دشمن بنا دیا ہے اور دشمنوں کو گھر کے راز کون بتاتا ہے؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ اگرچہ یہ لوگ کتابیں لکھتے ہیں لیکن ان میں وہ اپنے عقائد و افکار کو ظاہر نہیں کرتے۔ مثلاً اتنی بڑی اور اہم کتاب انسائیکلو پیڈیا آف ریلجنز اینڈ ایتھکس میں لفظ تلمود کو دیکھئے اس میں بڑی تفصیل کے ساتھ عیسائیوں نے اس کتاب کے خلاف کیا، کیا ہنگامے بپا کئے اس کا بیان موجود ہے لیکن اس کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں ہے کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہے عیسائیوں نے تلمود کے نسخے کیوں بار بار جلائے اس میں ایسی کیا بات تھی۔ اسی طرح انگریزی زبان میں کئی کتابیں تلمود پر ملیں گی، لیکن ان میں اس قدر چالاکی کے ساتھ تلمود کے انتخابات دیئے گئے ہیں کہ ان میں سے کوئی شخص تلمود کو نہیں پہچان سکتا۔

بہرحال رازداری اور غلط بیانی کے ستر پردوں میں سے چھن کر کچھ نہ کچھ حقیقت سامنے آ ہی جاتی ہے اور اصل عبرانی نسخہ تلمود مل جاتا ہے تو کچھ مزید روشنی یہودیوں کے دینی و دنیاوی دستور اساسی پر پڑ جاتی ہے۔ اگرچہ میرا اپنا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ کتاب تلمود کا مکمل عبرانی متن صرف یہودیوں کو ملتا ہے۔ دوسروں تک جو نسخہ پہنچایا جاتا ہے وہ

مناسب کتر بیونت کے بعد شائع ہوتا ہے اور یہودی سیاست و معاشیات کا حصہ تو قطعاً خارج کر دیا جاتا ہے۔

بہر حال جو تھوڑی بہت ہمیں اس کتاب کے متعلق معلومات میسر آسکی ہیں وہ پیش ہیں یہ معلومات تلمود کے قلمی نسخہ موجودہ برطانوی میوزیم، الدر المنضود عربی اور انگریزی کتاب انٹروڈکشن تو تلمود و مدراش کے مطالعہ پر مبنی ہیں۔

تلمود

لفظ تلمود عبرانی زبان کا لفظ ہے یہ مصدر لمد سے بنا ہے، عبرانی میں اس کا املا یہ ہے ה S (م 7 اس کے لفظی معنی سکھانا، تعلیم دینا اور تعلیم پانا۔ اس سے فعل بنتا ہے (5 (ح 7) لمد۔ اور اسی سے لفظ تلمد بمعنی تلمیذ یا شاگرد بنا ہے۔

عربی میں تلمذ علیہ (اس کا شاگرد ہوا۔ سبق حاصل کیا) اور تلمیذ مستعمل ہے۔ یہ لفظ عربی میں عبرانی سے آیا ہے۔ یا عبرانی میں عربی سے گیا ہے۔ اس کا فیصلہ آسان نہیں ہے عبرانی زبان عربی سے زیادہ قدیم نہیں ہے اور عربی میں تلمذ اور تلمیذ کا لفظ بھی نیا نہیں ہے۔ بڑی مدت سے استعمال ہو رہا ہے۔ عبرانی زبان میں ذال کی آواز موجود ہے مگر اس کے لئے عبرانی حروف میں کوئی حرف موجود نہیں ہے اسی طرح عبرانی حروف تہجی میں غین کی آواز کے لئے کوئی حرف نہیں ہے حالانکہ زبان میں یہ آواز موجود ہے اسے ادا کرنے کے لئے حرف جیمل پر ایک نقطہ کا اضافہ کر کے اسے غیمل کہتے ہیں۔

عبرانی حروف تہجی صرف ۲۲ حروف کا مجموعہ ہے اس میں ث، خ، ذ، ض، ظ، غ (ثخذ ضظغ) موجود نہیں ہے عبرانی کے حروف تہجی ترتیب ابجدی میں حرف تاو (ت) یعنی قرشت کے آخری حرف پر ختم ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عبرانی زبان میں

ش ، خ ، ذ اور غ کی آوازیں موجود ہیں اسی طرح عبرانی میں ایک حرف سمخ (ס) بھی آرامی سے لیا گیا ہے حالانکہ خود عبرانی میں پہلے ہی سے سین کا حرف موجود تھا۔

ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ عربی تلمذ سے لیا گیا ہو اور عبرانی میں حرف ذال کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ مادہ دال سے لکھا گیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ عربی زبان میں یہ لفظ عبرانی سے لے کر دال کی جگہ ذال سے لکھا گیا ہو۔

۵۵۳ء میں جھگڑے اور فسادات کے بعد جب تورات اور دوسری عبرانی کتابوں کو لاطینی حروف میں لکھنے کی اجازت دی گئی تو لفظ تلمود کو لاطینی حروف میں TALMUD لکھا گیا۔ لاطینی حروف میں حرف ت کا فتحہ ظاہر کرنے کے لئے حرف A کا استعمال ضروری تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تلمود کو تالمود پڑھا گیا اور امتداد زمانہ کے ساتھ اس کتاب کے دو نام تلمود اور تالمود دونوں بولے اور لکھے جانے لگے۔

کتاب تلمود اُن احکام و ہدایات عامہ کا مجموعہ ہے جو تورات کے احکام سے زائد ہیں اور بقول یہود نسلاً بعد نسلٍ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زبانی روایات کے ذریعہ پہنچی ہیں۔ ان روایات کا درجہ خود تورات سے بھی بلند ہے۔ یوں تو یہودی علماء کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ یہ روایات ابتدائے آفرینش عالم سے موجود ہیں بلکہ یہ بھی عقیدہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو اس کتاب کی ذرا بھی مخالفت کرے گا فوراً اور اچانک مر جائے گا اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ یہوواہ یعنی خدائے لم یزل و لایزال کا اولین حتمی فیصلہ اور واجب التعمیل حکم ہے۔

ان روایات کی تدوین کتابی صورت میں عزرا کاہن کے ہاتھوں اس وقت عمل میں آئی جب ۵۳۸ قبل المسیح یا ۵۳۹ ق۔م میں ایرانی بادشاہ کورش نے بابل کو فتح

کیا اور یہودیوں کو پھر سے فلسطین میں آنے کی اجازت دی اس وقت یہودی احبار (علمائے دین) نے یہودیوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے لئے تفصیلی احکام و ہدایات کو لکھ کر ایک کتاب کی شکل میں تالیف کر دیا۔ اس میں یہودیوں کے لئے معاشی احکام بھی ہیں۔ صلح و جنگ کے ضوابط بھی۔ عائلی و قومی زندگی کے لئے قواعد و قوانین بھی اور عبادات کے لئے ہدایات بھی۔ خصوصاً تہواروں اور قربانیوں کے لئے اس میں بڑی تفصیلات ہیں۔

عزرا کاہن کو یہ اندیشہ لاحق تھا کہ یہود ایک بڑی طویل مدت تک قید اور جلاوطنی کی حالت میں بابل میں رہ کر واپس آئے ہیں اکثر تو اس طویل مدت میں وہیں مر کھپ گئے اب جو واپس آئے ہیں وہ دوسری اور تیسری نسل کے لوگ ہیں اور سارے کے سارے یہود واپس بھی نہیں آئے ہیں۔ اکثر لوگ اپنے معاشی علاقات اور جائیداد غیر منقولہ سے وابستگی کی وجہ سے وہیں بابل اور اس کے نواح میں رہ گئے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود کے طور طریقے رسوم و رواج اور احکام و ہدایات گم ہو جائیں اس لئے انہوں نے ان سب کو جو انہیں معلوم تھے یا جو کچھ انہوں نے بزرگوں سے سنا تھا ایک جگہ لکھ کر کتاب کی شکل میں محفوظ کرنے کی پہلی کوشش کی۔ اسی زمانہ میں تورات بھی پھر سے جدید بنائی گئی۔ اور اصلی موجود نہ تھی اس لئے رواجوں کے مطابق احکام اس میں لکھ دیئے گئے۔ اس طرح تورات تلمود کے بھی مطابق ہو گئی۔ اس کے بعد اس کی بہت سی شرحیں لکھی جاتی رہیں جنہیں مدراشیم یعنی درسیات کہا جاتا ہے عزرا کاہن کی وفات کے بعد اس کام کو ایک دینی مجلس احبار (یہودی علمائے دین) نے ہاتھ میں لیا ان کی تعداد مختلف اوقات میں بڑھتے بڑھتے ایک سو بیس احبار تک پہنچ گئی۔ ان لوگوں کو یہودی تاریخ میں احبار تنائیم کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ عبرانی زبان کا ہے جس کے معنی ہیں دوہرا دینے والے علماء۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے تورات اصلی کے مقابلہ کی دوسری کتاب بنا دی۔ ان علماء نے دعائیں، مناجاتیں اور مراسم دینی کو اس رواج کے مطابق مرتب کر

دیا جو یہودیوں میں قاضیوں کے عہد سے نسلاً بعد نسلٍ چلے آرہے تھے اس وقت جو کتاب بن کر تیار ہوئی اس میں ۶۱۲ دفعات یا ہدایات تھیں۔

احبار تنائیم کے بعد سے یہود علماء نے ان دفعات یعنی مندرجات کتاب تلمود کی دوسری صدی عیسوی یعنی تقریباً سات سو سال تک شرحیں لکھیں اور اس میں اضافے کئے۔ یہ علماء تاریخ یہود میں احبار امورائیم (یعنی حکم دینے والے علماء) کہلاتے ہیں۔

دوسری صدی عیسوی کے اواخر میں ایک بہت ہی قابل عالم یہودیوں میں پیدا ہوئے جو تیسری صدی عیسوی کے نصف اوّل میں علمی اور تنظیمی کاموں کے لئے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ یہ بزرگ تاریخ یہود میں یہودا القدیس کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں انہوں نے پچھلے مجموعوں اور جدید قیاسات و اجتہادات کی مدد سے ایک بڑی کتاب تصنیف فرمائی اس کتاب کا نام انہوں نے المشنا یعنی دوسری تورات رکھا اس کتاب کو انہوں نے سات ابواب میں منقسم کیا، زراعت، تہوار عورت، معاوضہ وقف، قربانی اور طہارت۔

یہی کتاب تلمود (یعنی تعلیم یا آموختہ) کے نام سے مشہور ہوئی اور یہودیوں میں اس کی مقبولیت اس حد تک پہنچ گئی کہ علمائے یہود کی ایک بااقتدار جماعت نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عمل تورات پر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ عمل اسی کتاب تلمود کے بموجب ہونا ضروری ہے جو شخص تلمود کو چھوڑ کر تورات پر عمل کرے گا اس پر یہواہ کا غصہ اور عذاب نازل ہوگا۔ ایک مختصر سی جماعت جو قرائیم کہلاتی ہے وہ تلمود سے مختلف تھی مگر وہ ختم ہوگئی۔ اب اس کا کوئی نشان موجود نہیں ہے۔

یہودی احبار مختلف اوقات میں مشنا کی شرحیں لکھتے رہے اور اس پر اضافے کرتے رہے، یہاں تک کہ یہ سات ابواب کی کتاب ۳۶ ابواب میں ہو گئی۔ جس میں عقائد، افکار، ہر قسم کے فقہی احکام، معاملات، قصاص، زراعت، تجارت قرض، تبادلہ وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔

غالباً چھٹی صدی عیسوی کے بعد اصل کتاب مشنا میں جو تلمود کا اصلی حصہ ہے کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ یہودی احبار کی ساری توجہ اس کی شرحیں، تفسیریں اور حواشی لکھنے کی حد تک محدود رہیں لیکن یہ کام اتنی وسعت کے ساتھ اور اتنی مدت تک ہوتا رہا کہ اصل کتاب کی ہیئت بڑی حد تک بدل سی گئی۔ اس لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ مشنا اور اس کی شرحوں کو ہر صفحہ میں ایک خط کھینچ کر علیحدہ علیحدہ لکھا جائے۔

اگرچہ چھٹی صدی عیسوی کے بعد بھی تلمود کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں لیکن یہ شرحیں اصل سے ممزوج نہیں ہوئیں۔ ایسی تمام شرحوں کی مکمل تو کیا غیر مکمل فہرست بھی مہیا کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن دو سب سے زیادہ مشہور اور معتبر شرحوں کا ذکر کر دینا ضروری ہے۔

۱۔ سعد الفیومی نے متفرق الگ الگ حصوں میں تلمود کی شرح عربی میں لکھی۔ اس کا زمانہ پانچویں صدی ہجری ہے۔

۲۔ دوسری مشہور شرح غازی صلاح الدین ایوبی کے یہودی طبیب موسیٰ بن میمون نے چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) میں لکھی۔ یہ چودہ حصوں میں ہے۔ اس کا نام اس نے الید القویۃ رکھا ہے۔

دسویں صدی ہجری یعنی سولہویں صدی عیسوی میں مشہور و معروف یہودی عالم موسیٰ افرائیم کاروصفدی نے مشنا کی شرح کے لئے مختلف مسائل پہ الگ الگ متعدد کتابیں لکھیں۔ مذکورہ بالا تمام شروح کو یہودی علمار کی ایک مجلس علمی نے کچھ دنوں کے بعد دو جلدوں میں یکجا کر دیا۔

صدیوں سے یورپ کی عیسائی دنیا میں یہودیوں کے خلاف عموماً اور تلمود کے خلاف خصوصاً بڑا طوفان بپا تھا۔ یہودی ہر جگہ سے نکالے جا رہے تھے۔ تلمود کے نسخے جلائے جا رہے تھے اس صورت حال سے بچنے کے لئے یہودی مسلمانوں میں آکر پناہ گزین ہو رہے تھے۔ مسلمانوں کی رواداری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودیوں نے مسلم ممالک میں جگہ جگہ اپنے مدارس اور علمی مجالس قائم کر لی تھیں۔ مشنا اور اس کی شروح کا مجموعہ جو موسیٰ افرائیم نے تیار کیا تھا وہ ساری شرحوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے جمارہ (بمعنی تکملہ اور جمہرہ) کے نام سے مشہور ہو گیا یہ مجموعے یہودیوں کے دو علمی اداروں سے کچھ دنوں کے اندر ہی یکے بعد دیگرے شائع ہوئے۔ ایک ادارہ فلسطین میں تھا اور دوسرا ادارہ عراق میں واقع تھا۔ ایک فرق ان دونوں کے مابین یہ بھی تھا کہ فلسطین سے شائع ہونے والا نسخہ مفصل اور مکمل تھا اور آرامی زبان میں تھا۔

اب یہودیوں کے پاس ایک مشنا اور دو جمارہ تھے۔ اس کے لکھنے کا یہ طریقہ تھا کہ ہر صفحہ میں اوپر مشنا اور اس کے بعد ایک خط فاصل پھر اس کے نیچے جمارہ لکھا جانے لگا۔ اب یہ نام رائج ہو گیا کہ جب مشنا کے ساتھ فلسطینی جمارہ ہو تو اسے تلمود اورشلیم اور اگر عراقی جمارہ ہو تو تلمود بابل کہتے ہیں حالانکہ جب یہ جمارہ

تیار ہوا تھا اس سے صدیوں پہلے ہی بابل ویران ہو چکا تھا۔

اس طرح موجودہ تالمود دو ہیں ایک چھوٹا نسخہ تالمود اورشلیم اور دوسرا بڑا نسخہ تالمود بابل۔ یہ دونوں قسم کے نسخے عیسائیوں کے خلاف بہت سے فقروں کو خارج کر کے مع انگریزی یا فرنچ ترجمہ یہودی حکومت اسرائیل نے بڑے اہتمام کے ساتھ طبع کر دیئے ہیں لیکن قلمی نسخوں سے مقابلہ کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں کافی کتر بیونت کی گئی ہے۔

لفظ جمارہ عربی مادہ جمر سے بنا ہے جس کے معنی ہیں متفرق کا مجتمع ہو جانا۔ عربی میں کہتے ہیں۔ جمر القوم علی الامر۔ اس بات پر قوم جمع ہو گئی یعنی اتفاق و اجماع کر لیا جمرت المرأۃ شعرہا۔ عورت نے اپنے بالوں کو یکجا کر کے جوڑا باندھ لیا۔ جدید عبرانی زبان میں جو عہد خلافت عباسیہ میں بنائی گئی ہے یہ مادہ اسی معنی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور عربی کی طرح عبرانی زبان کے جملہ چودہ صیغے اس سے بنائے جاتے ہیں۔

سولھویں صدی عیسوی میں یہودی احبار و حاخام نے متفق ہو کر اپنے یہاں اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا۔ اب کوئی یہودی عالم، ربی تو کیا، حبر، بلکہ حاخام (یہودی پاپائے اعظم) بھی تلمود کے سوا کہیں اور سے یا اپنے قیاس و اجتہاد سے کوئی فتویٰ صادر نہیں کر سکتا اور یہ عقیدہ یہودیوں میں راسخ ہو گیا ہے کہ :۔

"جو تلمود سے ذرہ برابر اختلاف کرے گا اس پر یہوا کا غضب اور موت نازل ہو گی"

اب آج کل جتنے یہودی دنیا میں پائے جاتے ہیں ان میں شاید ایک شخص بھی ایسا نہیں مل سکتا جو توراۃ کا یہودی ہو، بلکہ سب کے سب تلمود کے یہودی ہیں۔

چاہے وہ سوال کرنے پر انکار ہی کر دیں لیکن اعتقاد اور عمل میں وہ تلمود کے تابع ہیں
تورات جیسی کچھ بھی آج موجود ہے اُن کا اس سے واسطہ تعظیم و بزرگ یادداشت کے
سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

مسلمانوں نے تو یہودیوں کی معاندانہ روش کے باوجود ان کے ساتھ کبھی دشمنی اور
عداوت کا سلوک نہیں کیا بلکہ اس کے برخلاف ان کو بڑے بڑے عہدے دیئے ہر بُرے وقت
میں ان کو اپنے گھر میں پناہ دی۔ حتیٰ کہ بعض بادشاہوں نے ان کو عہدۂ وزارت پر بھی
فائز کیا اور کوئی دقیقہ ان کی دلجوئی اور ان کے ساتھ غیر معمولی مراعات کا اٹھا نہ
رکھا۔ اگرچہ یہ سلوک نہ مسلمانوں کی دانشمندی تھی اور نہ قرآنی احکام کی متابعت
بلکہ صریحاً ہدایات الٰہیہ کی نافرمانی اور حکمرانی میں سفیہانہ غفلت تھی لیکن بہرحال
یہ ہوا اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ ہوتا رہا۔ لیکن عیسائیوں نے تالمود کے احکام پر واقفیت
حاصل کرنے کے بعد ان کے ساتھ دشمنوں کا سا سلوک کرنے ہی میں اپنے لئے عافیت
دیکھی اور خصوصیت کے ساتھ تلمود ان کے لئے کبھی قابل برداشت نہیں رہی۔

۵۵۳ء میں تالمود اور دیگر عبرانی کتابوں کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی۔

۱۲۳۹ء میں پوپ گریگوری کی عدالت میں تالمود کے خلاف مقدمہ دائر ہوا اور فیصلہ
یہودیوں کے خلاف صادر کیا گیا۔

۱۲۴۴ء میں پیرس میں تلمود کے تمام کے تمام نسخے جلا دیئے گئے۔

۱۲۶۳ء میں بارسلونا سے تلمود اور اسی کے ساتھ یہودیوں کو بھی جلا وطن کر دیا گیا

۱۴۹۰ء میں کلیمنٹ چہارم نے ایک کمیشن کے ذریعہ تلمود کی تنقیح کرائی۔

۱۵۰۹ء میں فرینک فرٹ (جرمنی) میں تمام نسخے جلا دیئے گئے۔

۱۵۱۴ء میں اٹلی میں تلمود کے خلاف طوفان اُٹھا۔

۱۵۴۰ء میں وینس میں تلمود کو تلف کیا گیا۔

۱۵۸۱ء میں یہودیوں نے مجبوراً تلمود کے وہ تمام حصے جو کسی طرح عیسائیوں کے خلاف تھے خارج کر کے اس کی طباعت کا انتظام کیا (بیسل ایڈیشن)

۱۷۵۷ء میں پھر انگلستان اور جرمنی میں تلمود کے خلاف طوفان اٹھا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کے نسخے جلائے گئے۔ یہ چند نمونے تھے۔ اگر فہرست مکمل کرنے کی کوشش کی گئی تو بڑی طویل ہو جائے گی جس کی ایک مختصر سے مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔ البتہ اتنے سے واقعات کو دیکھنے کے بعد یہ سوال تو بہر حال ہر دماغ میں پیدا ہو جاتا ہے کہ عیسائی ہزار متعصب اور ناروا دار ہوں، دیوانے، وحشی اور پاگل تو نہیں ہیں کہ تلمود کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ کتاب وہ ہے جسے یہود آسمانی کتاب کا درجہ دیتے ہیں اور جس کے احکام و ہدایات پر عمل پیرا ہونا واجب سمجھتے ہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص سر مو بھی تلمود سے اختلاف کرے گا اس پر خدا کا غضب نازل ہو گا اور اس پر موت وارد ہو گی۔ اتنی عظیم المرتبت کتاب میں ایسی کیا بات لکھی ہے کہ عیسائیوں کے لئے کسی طرح قابل برداشت نہیں ہے۔

اس سوال کا پورا جواب تو صرف اسی صورت میں میسر آ سکے گا جب کوئی شخص پوری کتاب تلمود کی پوری سات جلدیں غور سے پڑھے اور یہ ظاہر ہے کہ سب کو ایسی فرصت کہاں میسر ہے کہ وہ اتنا طویل و عمیق مطالعہ کر سکے، اس لئے تلمود کی ہدایات میں سے صرف چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں شاید اتنے سے انتخابات سے بھی یہ بات سمجھ میں آ جائے کہ عیسائی نہ تو دیوانے، وحشی اور پاگل ہیں اور نہ نسلی

دشمنی کا کوئی پوشیدہ جذبہ ان میں کم از کم اس سلسلہ میں کار فرما تھا اور یہ بھی اندازہ ہوجائے گا کہ مسلمانوں نے جو رواداری اس سلسلہ میں برتی وہ محض بے پروائی اور غفلت بلکہ قرآنی احکام کی خلاف ورزی تھی۔ کوئی قابل تعریف رویہ نہ تھا۔ قرآن مجید سارے بنی نوع انسانی سے محبت اور ان کی بہی خواہی کا حکم دیتا ہے لیکن وہ مومن اور کافر کے مابین فرق بھی کرتا ہے اور اہل ایمان کو کفار سے ہوشیار رہنے کا بھی حکم دیتا ہے اور بڑی تاکید کے ساتھ ہدایت فرماتا ہے کہ:۔

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر، قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ۰ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۸)	اے ایمان والو! اپنے لوگوں کے سوا دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری تباہی کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے جو بات تمہیں دکھ دے وہی چاہتے ہیں کچھ دشمنی تو ان کے منہ سے ظاہر ہو جاتی ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے ہم نے علامات تمہارے لئے واضح کر دی ہیں اگر تم عقل سے کام لو

اور یہودیوں کی معاندانہ تدابیر کے متعلق تو وضاحت کے ساتھ سمجھاتا ہے:۔

وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال (سورہ ابراہیم۔ آیت ۴۶)	اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ پہاڑ بھی ان سے ٹل جائے۔

اگر ان صریح ہدایات کے بعد بھی مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ اپنوں کا سا سلوک کیا تو یقیناً غفلت و حماقت کا عمل کیا۔ اور قرآن مجید کی ہدایات کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آج مسلمان یہودیوں کے ہاتھوں عذاب الٰہی

میں مبتلا ہیں ۔

یہود کی کتاب تلمود جو دنیا کے سارے یہودیوں کا دینی و دنیاوی دستور ہے اس کے چند اقتباسات یہ ہیں ۔

۱۔ یہودی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام فرشتوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہود اللہ تعالیٰ سے وہی عنصری تعلق رکھتے ہیں جو کسی بیٹے کو اپنے باپ سے ہوتا ہے ۔

۲۔ اگر یہود دنیا میں نہ ہوتے تو آفتاب طلوع نہ ہوتا اور نہ زمین پر کبھی مینہ برستا۔

۳۔ اللہ نے تمام انسانوں کے کمائے ہوئے مال و منال پر یہود کو تسلط و تصرف کا اختیار کامل دے دیا ہے ۔

۴۔ جو یہودی نہیں ہے اس کا مال، مال متروکہ کا حکم رکھتا ہے۔ یہودیوں کو یہ حق حاصل ہے جس طرح چاہیں اسے اپنے قبضہ میں لائیں اور جو تصرف چاہیں کریں۔ یہی حکم ان عورتوں کے لئے ہے جو نسلاً یہودیہ نہیں ہیں ۔

۵۔ اللہ نے اپنی پسندیدہ نسل یہود کے اختیار میں تمام حیوانوں اور انسانوں کو دے دیا ہے ۔ اس لئے کہ اُسے معلوم ہے کہ یہود کو جانوروں کی دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ایک تو وہ جانور جو بات چیت نہیں کیا کرتے مثلاً چوپائے، طیور، دوسرے وہ جانور جو بات چیت کرتے ہیں۔ اس قسم میں مشرق و مغرب کے تمام وہ لوگ داخل ہیں جو یہودی نسل کے نہیں ہیں ۔

اللہ نے ان سب کو ہمارے اختیار میں اس لئے دیا ہے کہ ہم ان سے جس طرح چاہیں اپنی خدمت لیں ۔

۶۔ ہر یہودی کا یہ فرض ہے کہ غیر یہودیوں کے قبضہ میں کسی مال کے جانے کو روکے تاکہ

دنیا کے ہر مال کی ملکیت یہود اور صرف یہود کے لئے باقی رہے۔

۷۔ کسی یہودی کو اگر فائدہ پہنچ رہا ہو یا کسی غیر یہودی کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا اور دھوکہ فریب سے کام لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

۸۔ کسی غیر یہودی کی سلامتی یا اس کی بہتری کے لئے کوئی تمنا اپنے دل میں ہرگز نہ آنے دو۔

۹۔ اگر کوئی آبادی تمہارے (اے یہودیو!) قبضہ میں آجائے تو وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دو، تم کو اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ اپنے پاس کوئی قیدی رکھو، عورت، مرد بوڑھے، بچے سب قتل کر دیئے جائیں۔

۱۰۔ جس سرزمین پر یہودیوں کا قبضہ نہیں ہے وہ نحس و ناپاک ہے اس لئے کہ پاک و طاہر صرف یہودی ہوتے ہیں اور وہ سرزمین پاک ہوتی ہے جس پر یہودیوں کا قبضہ ہو

ویسے تو کتاب تلمود کے مکمل سات حصے اسی قسم کی عجیب و غریب ہدایات سے بھرے ہوئے ہیں اور عملاً اس کے پابند بھی ہیں لیکن صرف یہ دس اقتباسات ہی اس بات کے لئے کافی ہیں کہ امریکہ کے مشہور و معروف صنعت کار ہنری فورڈ نے جب مسیحی اقوام کے ہاتھوں یہودیوں کی تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ:

"یہودیوں کے مصائب اور ان پر آنے والی آفتیں انسانیت کے خلاف ان کے جرائم اور آدمیت کے خلاف ان کی چیرہ دستیوں کے انکشاف کا لازمی و طبعی نتیجہ تھیں"

تو ہنری فورڈ نے کوئی غلط بیانی نہیں کی تھی۔

یہودی بڑے سخت قسم کے نسلی جنون میں مبتلا ہیں اور انتہائی رازداری کے ساتھ

طویل منصوبہ بندی کر کے تلمود کے احکام کے بموجب عمل کرتے ہیں ان کے صومعات اور دوسرے جماعت خانے غیر یہودیوں کے لئے آتنی سختی کے ساتھ بند اور پر اسرار ہوتے ہیں کہ برہمنوں کے مٹھ اور شوالے بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ بڑی آسانی کے ساتھ بوقت ضرورت کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیتے ہیں لیکن اپنے نسلی تعصب کو نہیں چھوڑتے بلکہ اور شدت کے ساتھ خفیہ طور پر تلمود کی ہدایات کے بموجب کام کرتے رہتے ہیں پھر جب کہیں اُن کے کرتوت ظاہر ہو جاتے ہیں تو انہیں انتقامی حرکتوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور تاریخ کے صفحات اس پر شاہد ہیں کہ وہ کبھی دوسروں کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکے ہر ملک اور ہر زمانہ میں اپنے ہموطنوں کے دشمن بنے رہے۔ قومی اور مذہبی تعصب کوئی بری چیز نہیں ہے اور تعصب انسان کا جوہر شرافت ہے جس میں تعصب نہ ہو وہ بے غیرت اور کمینہ آدمی ہے نہ اپنے گھر کے کام کا ہے اور نہ اپنی قوم کے کام کا لیکن ہر بات کی طرح تعصب کے بھی حدود و مواقع ہیں یہ ٹوٹ گئے تو آدمی دوسروں کے لئے عذاب اور اپنوں کے لئے باعث ننگ ہو جاتا ہے اور یہی نکتہ باوجود علم و دانش یہودیوں کی سمجھ میں کبھی نہ آسکا اور وہ ساری دنیا کے لئے عذاب بنے رہے۔

بیروت لبنان میں یہودیوں کے حالیہ مظالم معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کا امن کے وقت میں فوجیوں کے ہاتھوں ذبح کیا جانا، اس پر شاہد ہے کہ یہودی تعلیمات تالمود کے مطابق عمل کرنے کا کوئی موقع کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے لئے بیروت کا شہر اور مسلمان فلسطینیوں کا وجود ضروری نہیں، انہیں موقع ملے تو امریکہ اور ویٹیکن میں عیسائیوں کے خلاف بھی ایسے مظالم سے کبھی نہیں چوکیں گے۔